بولنے کی آزادی

رو ئیداد خان

جب بینجمن فرینکلن 1787ء کے آئینی کنونشن تم ہونے کے بعد جارہے تھے تو کسی نے ان سے پوچھا ڈاکٹر فرینکلن آپ نے ہمیں کیا دیا ہے؟" فرینکلن وال کرنے والے کی جانب گھومے اور کہا "میں نے پ کو ایک ری پبلک دی ہے 'اگر آپ اسے سنبھال ئیں" آج امریکہ پوری دنیا پر حکمرانی کر رہا ہے۔ کوئی ن کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ 14 اگست 1947ء کو محمد علی ناح نے ہمیں ایک عظیم مملکت عطا کی 'ایک آزاد' د مختار 'جمہوری ملک' 25 سال بعد ہم نے آدھا ملک وا دیا' بقیہ آدھے ملک پر وردی میں ملبوس شخص مرانی کر رہے ہیں جو ماضی کے آمروں کا تسلسل ہے ر آج پاکستان کو آئینہ دکھایا جائے تو یہ اپنے آپ کو یان نہ سکے۔ انسانوں کے اندر شخصی آزادی سے زیادہ کسی شے کی خواہش نہیں پائی جاتی بالکل ویسے ہی ے قومی آزادی کا ضائع ہو جانا۔ جیسے کسی نے کہا ...... "اس سے زیادہ کوئی آزادی کی قدر قیمت نہیں ن سکتا ماسوائے اس شخص کے جس کے پاس پہلے دی ہو اور اس نے اسے کھو دیا ہو اور اس سے زیادہ اس کی اہمیت نہیں جان سکتا جس نے غلامی سے رہ آزادی حاصل کی ہو"۔

آزادی کے 58 سال بعد کیا ہم واقعی آزاد ہیں؟ کیا پنے گھروں کے سربراہ ہیں؟ کیا ہماری آزادی اور مختاری کو کوئی خطرہ نہیں؟ کیا پاکستان میں قانون کی رانی ہے؟ میرا مختصر جواب نہیں ہے۔ "جو کچھ ہم حاصل کیا ہے وہ بہت آسان ہے اور ہم نے بہت اصل کیا ہے" ہم نے اپنی آزادی کھو دی ہے شاید ہ کیلئے' جب 7 اکتوبر 1958ء کو اس وقت کے ف آرمی سٹاف جنرل ایوب خان نے فوجی حملے ذریعے ایک عوامی حکومت کا تختہ الٹا۔ پاکستان پر سیاہ رات طاری کر دی گئی۔ کمزور سیاسی نظام نے کو مداخلت کی دعوت دی جو بالآخر سیاست کے اغوا نے پر جا پہنچی۔

4 سال بعد ہم نے بھی اپنی آزادی اور خود مختاری ں جب جنرل مشرف نے امریکی سیکرٹری آف سٹیٹ کولن پاول کے کہنے پر گن پوائنٹ پر ساتوں مطالبات تسلیم کر لئے [illegible] آپ نے سب کچھ حاصل کر لیا ہے" حیران کن بش کے فاتح کولن پاول سے کہا...... کوئی بھی آزاد خود مختار اور باعزت ملک اتنی آسانی سے ایسے توہین آمیز مطالبات کو تسلیم نہ کرتا چاہے وہ کتنا ہی چھوٹا اور کمزور ملک کیوں نہ ہو۔

جنرل مشرف نے یوٹرن لیا' طالبان کو تہہ تیغ کیا' افغانستان پر حملے کیلئے صدر بش کی طرف غیر مشروط حمایت کا ہاتھ بڑھایا۔ پاکستان نے "لٹیروں کے اتحاد" کا ساتھ دیا پاکستان کی گلیوں میں جنرل مشرف کی جانب سے پاکستانی سرزمین پر موجود امریکی اڈوں سے افغانستان کی سرزمین پر حملہ کرنے کو کسی نے نہیں سراہا۔ جنرل مشرف نے اتحادیوں کا ساتھ دیا۔ ہو سکتا ہے ہمیں ناں کہنے سے مشکلات آتیں لیکن وہ وقتی ہوتیں۔ ہم کچھ حاصل کر لیتے جو بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہوتا۔ ہم دنیا میں سر اٹھا کر جی سکتے۔ سابق وزیراعظم نواز شریف نے صدر کلنٹن کے فونوں کو نظرانداز کر دیا اور ایٹمی دھماکے کر دیئے۔ ترکی نے امریکیوں کو نہ کر دیا اور عراق پر حملہ کرنے کیلئے مدد فراہم کرنے سے انکار کر دیا۔

ایرانی امریکہ کے بہت زیادہ دباؤ میں ہیں لیکن وہ بہت بہادری سے اپنے ایٹمی پروگرام کی حفاظت کر رہے ہیں۔ امریکی دباؤ کے پیش نظر ہم نے ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو اپنے گھر میں قید کر رکھا ہے جو پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے بانی ہیں۔ ان کی عزت' آزادی' شہرت اور پاکستان کیلئے ناقابل فراموش خدمات سے انکار کیا جارہا ہے۔ اس پر مزید ذلت یہ کہ قومی ٹیلی ویژن پر لا کر ان سے اعتراف جرم کروایا گیا۔

تاریخ یہ بتاتی ہے کہ جو قومیں لڑتے ہوئے مرتی ہیں وہ دوبارہ ابھرتی ہیں لیکن جو قومیں خوف اور دہشت کی وجہ سے اپنی عزت' حفاظت اور آزادی بیچ دیتی ہیں۔ صفحہ ہستی سے مٹ جاتی ہیں' اس لئے ہمیں اس بات پر حیران نہیں ہونا چاہئے کہ دنیا میں آزادی کے حوالے سے شائع ہونے والی تازہ ترین فریڈم لسٹ میں پاکستان کا نام غیر آزاد ممالک فہرست میں شامل ہے۔ ان ممالک کی فہرست میں نہیں ہے جن کے شہریوں کو سیاسی حقوق اور شہری آزادی حاصل ہوتی ہے۔ حیرانی کی بات نہیں ہے کہ اگر آج پاکستان اپنے آپ کو شہریوں کی بجائے مجسموں کی طرح دیکھتے ہیں۔ انہیں کسی حکومت کے آنے جانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ منتخب حکومتوں کا بوریا بستر گول کیا گیا ہے۔ سیاستدانوں کی جگہ لیفٹیننٹ اور جرنیلوں نے لے لی ہے جس میں لوگوں کی مرضی شامل نہیں۔ لوگوں کی مرضی کے بغیر حکومت جبری حکومت ہوتی ہے کیونکہ کسی بھی شخص کو دوسرے کی مرضی و منشا کے بغیر حکمرانی کی اجازت نہیں۔ یوں لگتا ہے کہ اب لوگوں کو ملک کی قسمت سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ وہ ایک کرائے دار کے طور پر رہ رہے ہیں جنہیں کوئی ملکیت حاصل نہیں۔ حتیٰ کہ جب قومی تحفظ خطرے میں ہو تو وہ ہاتھوں پر ہاتھ رکھے بیٹھے ہیں اور کسی معجزے کے منتظر ہیں اگر یہ آزاد اور بہادر لوگوں کا ملک ہے تو پھر مجھے غلامی دے دیں۔

ایک ایسے ملک سے دوسرے ملک جاتے ہوئے جہاں عوام کے منتخب لوگ حکومت کر رہے ہوں' جو آزاد' شفاف اور غیر جانبدارانہ انتخابات کے ذریعے اقتدار میں آئے ہوں اور کسی دوسرے ایسے ملک میں جانا جہاں ایسا نہ ہو تو ہمیں دونوں میں زیادہ تضاد نظر آتا ہے۔ اول الذکر میں سیاسی جدوجہد کی آواز سنی جا سکتی ہے جبکہ مؤخر الذکر میں موت کی سی خاموشی طاری ہوتی ہے۔

پہلے میں لوگ تمام سطح پر فیصلوں میں شامل ہوتے ہیں۔ ترقی اور خوشحالی کی خواہش ہر شخص کے دل میں موجزن ہوتی ہے جبکہ دوسرے میں لوگ شکست خوردہ' ہڈحرام اور قسمتوں کے مارے ہوتے ہیں ایک صحیح معنوں میں آزاد اور جمہوری ملک میں قدم رکھنے کا مطلب ہر طرف گہما گہمی ہے۔ ہر طرف ہزاروں آوازیں بلند ہو رہی ہیں جو سیاسی اور معاشرتی آزادی کا یقین دلاتی ہیں۔ ہر طرف شور سنائی دیتا ہے عوام اپنے حکمرانوں کا احتساب کرتے ہیں اور حکمران کی باتیں سننے پر مجبور ہوتے ہیں کیونکہ وہ ایک خود مختار ملک کا حصہ ہیں۔ پاکستان میں ایسا نہیں ہے جہاں لوگوں کی زبانیں گنگ ہیں۔ آزاد ممالک میں حب الوطنی کے جذبات بہت گرم ہوتے ہیں۔ لوگوں کے معاملات ہر شخص کی ذمہ داری ہوتے ہیں لوگ اپنے ملک اور ان کے مفادات کے تحفظ کرتے ہیں۔ ان کی عظمت ملک کی عظمت ہوتی ہے۔ وہ لوگوں کی خوشحالی چاہتے ہیں کیونکہ اسی میں ان کا مفاد پوشیدہ ہوتا ہے۔ وہ اپنے ملک کے بارے میں بھی وہی جذبات رکھتے ہیں جیسا کوئی شخص اپنے گھر کے بارے میں رکھتا ہے۔ وہ اپنے ملک پریشانی پر افسردہ اور آبدیدہ ہوتے ہیں۔ پاکستان میں ایسا نہیں ہے۔ یہاں ایسے خیالات پائے جاتے ہیں کہ ہم نے ابھی اپنی انتہا کو نہیں چھوا اور ماؤزے تنگ کے مطابق...... "چیزوں کو ابھی مزید برا ہونا ہے تب یہ بہتر ہونا شروع ہوں گی۔"

امریکہ کی نئی سیکرٹری آف سٹیٹ کنڈولیزا رائس نے اپنے عہدے کی تصدیق کے بعد ایران اور زمبابوے کو ظالم حکومتوں کا منبع قرار دیا ہے۔ پاکستان کے متعلق انہوں نے کہا کہ یہ ایک جدید جمہوری ملک بننے کی جانب گامزن ہے۔ ڈاکٹر رائس کے خیالات کے برعکس پاکستانی عوام کو بخوبی معلوم ہے کہ ان کا جمہوری مستقبل کیا ہے۔ یہ بہت پیچھے رہ گیا ہے۔ کیا یہ افسوسناک نہیں ہے کہ پاکستان کو اپنی خواہش کے برعکس ڈکٹیٹر شپ اور شرمناک جمہوریت کو قبول کرنا پڑ رہا ہے جہاں ایک "منتخب" وردی میں ملبوس انتہائی طاقتور شخص ملک پر مسلط ہے جو چیف آف آرمی سٹاف بھی ہے' ایک غیر خود مختار پارلیمنٹ' ایک علامتی وزیراعظم اور مفلوج عدلیہ جو آزادی کی علامت نہیں بلکہ اسلامی دنیا میں پائی جانے والی شخصی حکومت کا شرمناک اظہار ہے۔ ڈاکٹر رائس نے پاکستان کو شخصی حکومت کی فہرست میں نہیں رکھا۔

آکسفورڈ کے مطابق "جمہوریت" کا مطلب ایک ایسی حکومت ہے جہاں جبر اور تسلط کی بجائے عوامی حکومت ہوتی ہے۔ پاکستان میں ایسا نہیں ہے اور مستقبل قریب میں ایسا ہوتا نظر بھی نہیں آرہا۔ اس وقت پاکستان میں آزادی کا واحد مطلب فوجی تسلط سے آزادی ہے۔ اس لئے جب میں نے صدر بش کو آزادی کا لفظ استعمال کرتے ہوئے سنا اور انہوں نے اعلان کیا کہ جو لوگ ظالم حکومت اور ناامیدی کے ساتھ رہ رہے ہیں وہ ذہن نشین کر لیں کہ امریکہ انہیں ظالم حکمرانوں سے نجات دلوائے گا' مجھے سمجھ نہ آئی کہ اس پر ہنسوں یا روؤں۔ انہوں نے ایرانی اپوزیشن کو دعوت دی ہے کہ وہ حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں۔ انہوں نے ایرانیوں کو کہا کہ "جب آپ اپنی آزادی کیلئے کھڑے ہوں گے امریکہ بھی آپ کے ساتھ کھڑا ہو گا" انہوں نے پاکستان کی عوام کے بارے میں کچھ نہیں کہا۔ کلیامیہ کے بقول 20ویں صدی کے آخری 25 سالوں کی سب سے بڑی کامیابی ہر قسم کی آمریت کا خاتمہ ہے۔ یہ ایک شاندار تجربہ ہے کہ تاریخ کا پہیہ معاشروں کو زیادہ جمہوری آزادیاں فراہم کر رہا ہے۔ کیا یہ زیادہ افسوسناک نہیں ہے کہ جہاں مختلف ممالک آزاد ہو رہے ہیں اور وہاں جمہوریت پھل پھول رہی ہے۔ 58 سال قبل آزاد ہونے والا ایک جدید اور ترقی پذیر ملک جمہوریت کی پٹڑی سے اتر کر تاریکی کی جانب گامزن ہے۔ امریکہ کا شکریہ کہ پاکستان اس تاریکی میں ڈوبتا چلا جارہا ہے۔

جمہوریت' آزادی' قانون کی حکمرانی' انسانی حقوق کا تحفظ امریکی ایجنڈا تھا' لیکن 11 ستمبر کے بعد وہ ہر چیز بھول گئے ہیں۔ صدر مشرف کی جانب سے تبدیل کئے جانے والے آئین کے بعد صدر بش نے اعلان کیا ہے کہ پاکستان میں جمہوریت اتنی اہم نہیں ہے۔ اکثر پاکستانی محو حیرت ہیں کہ امریکہ افغانستان عراق ایران اور زمبابوے میں جمہوریت کو پھیلانے پر کیوں آمادہ ہے؟ بش کی ٹیم صرف انہیں ممالک سے آمریت کے خاتمے میں کیوں دلچسپی رکھتی ہے جو ان کے خلاف ہیں؟ جنرل مشرف کے جعلی اور نام نہاد ریفرنڈم کے مقابلے میں صدر بش یوکرائن میں صاف و شفاف انتخابات کے انعقاد پر زور دے رہے ہیں۔ پچھلے سال 24 نومبر کو سیکرٹری آف سٹیٹ کولن پاول نے اپنے سخت بیان میں خبردار کیا تھا کہ یوکرائن کے صدارتی انتخابات فراڈ ہیں اور امریکہ وکٹر یوشسکووچ کی حکومت کو قانونی تسلیم نہیں کرے گا۔

انہوں نے یہ بھی کہا کہ اگر یوکرائن نے ان نام نہاد انتخابات کو سنجیدگی سے نہ لیا تو امریکہ اور یوکرائن کے درمیان تعلقات میں فرق آ سکتا ہے۔ امریکہ نے پاکستان کے انتخابی فراڈ اور آمریت کے متعلق کیوں آنکھ بند کی ہوئی ہے؟ یہ دوہرا معیار کیوں ہے؟

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ امریکہ نے ایک طویل عرصے سے پاکستان میں جمہوریت کے حوالے سے آنکھ بند کی ہوئی ہے۔ اس نے ان تمام آمروں کی حمایت کی ہے جنہوں نے جمہوری حکومت کا تختہ الٹا لیکن اس حمایت کے بغیر پاکستان کی سیاسی تاریخ مختلف ہوتی۔ امریکہ کو چاہئے کہ اب وہ پاکستانی عوام کے جذبات کا خیال کرے اور یوکرائن کے لوگوں کے جمہوری توقعات کی طرح یہاں بھی لوگوں کی حقیقی حکومت قائم کریں۔